

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل في كتابه
الغنى واليسير

لیکھرام اور مرزا

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری

پہلے مجھے دیکھئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

جناب مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیحیت اور مہدویت بالقابہ اپنے دعوے کے ثبوت میں الہامی دعاوی اور غیبی پیشگوئیاں پیش کیا کرتے تھے۔ جن میں سے تین پیشگوئیوں کو موصوف نے تین قوموں کے لئے قابل غور قرار دیا تھا۔ (۱) ڈپٹی عبداللہ آتھم والی پیشگوئی عیسائیوں کے لئے (۲) مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی محمدی بیگم کے نکاح والی پیشگوئی مسلمانوں کے لئے (۳) پنڈت لیکھ رام آریہ والی پیشگوئی ہندو قوم کے لئے۔

(شہادۃ القرآن ص ۷۹-۸۰۔ خزائن ج ۶ ص ۶۷۵-۶۷۷)

ہم نے رسالہ ”الہامات مرزا“ میں مرزا صاحب کی ساری اہم پیشگوئیوں پر بحث کی ہوئی ہے۔ چونکہ مرزا صاحب اور ان کے اتباع کو پنڈت لیکھ رام والی پیشگوئی پر بڑا ناز ہے۔ وہ اس کو ایسا صحیح جانتے ہیں جیسا ”دودو نے چار“۔ ہماری تحقیق میں یہ پیشگوئی سب سے زیادہ غلط ثابت ہوئی ہے۔ اس لئے اس کے متعلق مستقل رسالہ لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔

ناظرین کرام! عموماً اور اتباع مرزا صاحب خصوصاً ہمارے پیش کردہ حوالات کو غور سے پڑھیں تاکہ یوم الفصل سے پہلے ہی ہماری نزاع ختم ہو جائے اور استاد داغ کا یہ شعر ہم پر صادق آئے۔

اے کاش میرے تیرے لئے کل یہ حکم ہو

لے جاؤ ان کو خلد میں جو کچھ ہوا ہوا

☆.....

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسر

رمضان ۱۳۶۱ھ ستمبر ۱۹۴۲ء

لیکھ رام اور مرزا

مرزا صاحب نے پنڈت لیکھ رام کی بابت جو کچھ لکھا اس کے دو باب ہیں۔ (۱) ایک مباہلہ (۲) دوسری پیشگوئی۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ مرزا صاحب کے دعوے کے دونوں باب شکستہ بلکہ برباد ہیں۔ اس دعوے کے اثبات میں ہم مرزا صاحب کی اصل عبارات پیش کریں گے۔

مرزا صاحب نے سب سے پہلے ۱۸۸۶ء میں آریوں کے معززین کو مباہلہ کے لئے دعوت دی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:

”آخر الخلیل مباہلہ ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارات کر آئے ہیں۔ مباہلہ کے لئے وید خوان ہونا ضروری نہیں۔ ہاں باتمیز اور ایک باعزت اور ایک نامور آریہ ضرور چاہئے۔ جس کا اثر دوسروں پر بھی پڑ سکے..... اگر وہ وید کی اُن تعلیموں کو جن کو کسی قدر ہم اس رسالہ میں تحریر کر چکے ہیں فی الحقیقت صحیح اور سچ سمجھتے ہیں۔ اور ان کے مقابل جو قرآن شریف کے اصول اور تعلیمیں اسی رسالہ میں بیان کی گئی ہیں اُن کو باطل اور دروغ خیال کرتے ہیں تو اس بارہ میں ہم سے مباہلہ کر لیں۔ اور کوئی مقام مباہلہ کا برضا مندی فریقین قرار پا کر ہم دونوں فریق تاریخ مقررہ پر اُس جگہ حاضر ہو جائیں۔ اور ہر ایک فریق مجمع عام میں اٹھ کر اُس مضمون مباہلہ کی نسبت جو اس رسالہ کے خاتمہ میں بطور نمونہ اقرار فریقین جلی قلم لکھا گیا ہے تین مرتبہ قسم کھا کر تصدیق کریں کہ ہم فی الحقیقت اُس کوچ سمجھتے ہیں اور اگر ہمارا بیان راستی پر نہیں تو ہم پر اسی دنیا میں وبال اور عذاب نازل ہو۔ غرض جو جو عبارتیں ہر دو کا غم مباہلہ میں مندرج ہیں۔ جو جانہیں کے اعتقاد ہیں بحالت دروغ گوئی عذاب مترتب ہونے کے شرط پر ان کی تصدیق کرنی چاہئے اور پھر فیصلہ آسمانی کے انتظار کے لئے ایک برس کی مہلت ہوگی۔ پھر اگر برس گزر نے کے بعد مؤلف رسالہ ہذا اے پر کوئی عذاب اور وبال نازل ہو یا حریف مقابل پر نازل نہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں یہ عاجز قابل تاوان

پانسو روپیہ ٹھہرے گا۔ جس کو برضامندی فریقین خزانہ سرکاری یا جس جگہ بآسانی وہ روپیہ مخالف کو مل سکے داخل کر دیا جائے گا۔“ (سرمہ چشم آریہ ص ۳۰۱، ۳۰۰۔ خزائن ج ۲ ص ۲۵۱، ۲۵۰)

مجیب: اس عبارت سے دو امر ثابت ہیں۔ (۱) ایک دعوت مباہلہ (۲) مباہلہ کا اثر جو کچھ بھی ہو اس کے ظہور کے لئے مدت ایک سال۔

اس کے بعد صفحہ ۲۱۴ سے صفحہ ۲۱۶ تک لمبا چوڑا مضمون مباہلہ لکھا ہے۔ جو آپ (مرزا صاحب) کی طرف سے ہے۔ اس کے اخیر پر بھی یہ فقرہ ہے۔

”جو سر اسر ضد کرتا ہے..... اس پر تو اے قادر کبیر ایک سال تک کوئی اپنا عذاب نازل کر۔“ (سرمہ چشم آریہ طبع دوم ص ۳۰۵۔ خزائن ج ۲ ص ۲۵۵)

پھر آریہ کی دعا مباہلہ لکھ کر یہ فقرہ لکھا ہے:

”اے ایثور! تیری نظر میں جو کاذب ہے اس کو ایک سال کے عرصہ تک لعنت کا اثر پہنچ جائے۔“ (مخلص سرمہ چشم آریہ ص ۳۰۸۔ خزائن ج ۲ ص ۲۵۸)

مجیب: ان تینوں حوالوں سے بصراحت ثابت ہوتا ہے کہ مباہلہ آریہ کا اثر کچھ بھی ہو ایک سال تک ہوگا۔ دگر بیچ۔

اس کے بعد پنڈت لیکھ رام نے اپنی کتاب نسخہ خط احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۸ء میں بالفاظ ذیل مباہلہ شائع کیا ہے:

”اے پر میثور! ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر۔ اور جو تیرا ست دھرم ہے اُس کو نہ تلوار سے بلکہ پیار سے معقولیت اور دلائل کے اظہار سے جاری کر۔ اور مخالف کے دل کو اپنے ست گیان سے پرکاش کر۔ تاکہ جہالت و تعصب و جور و ستم کا ناش ہو۔ کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاسکتا۔“ راقم: آپ کا زلی بندہ لیکھ رام شرماسہا سدا آریہ سماج پشاور۔“ (نسخہ خط احمدیہ ص ۳۳۷)

مجیب: یہ مباہلہ ۱۸۸۸ء کو شائع ہوا۔ حوالجات مرقومہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مباہلہ پر عذاب کی مدت ایک سال تک ہے۔ اس حساب سے ۱۸۸۹ء میں پنڈت لیکھ رام عذاب کا شکار ہو جانا چاہئے تھا۔ مگر نہیں ہوا بلکہ صحیح سالم رہ کر ”۱۸۹۷ء میں فوت ہوا۔“

(ہیضہ الوحی ص ۲۸۵۔ خزائن ج ۲ ص ۲۹۸)

ناظرین کرام! حوالجات مرقومہ بالا دیکھنے سے اس میں کوئی شک و شبہ رہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ بحیثیت مباہلہ لیکھ رام کے متعلق غلط ثابت ہوا۔ اور مخالفوں کو یہ کہنے کا موقع ملا:

حباب بحر کو دیکھو یہ کیسا سر اٹھاتا ہے
تکبر وہ بری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

مرزا صاحب کی ہوشیاری اور مریدوں کی سادہ لوحی

باوجود اس صفائی کے مرزا صاحب نے اس بارے میں وہ کمال دکھایا ہے کہ ہم دل سے اس امر کے معترف ہو گئے ہیں کہ جرمنی کا پرنس ہسمارک اور انگلستان کا گلیڈسٹون بھی باوجود سیاسیات میں بلند مرتبہ ہونے کے مرزا صاحب کی دوراندیشی یا بالفاظ دیگر نکتہ آفرینی کو نہیں پہنچ سکتے۔ ہمارے دعوے کی تسلیم میں کسی صاحب کو شک ہو تو مندرجہ ذیل حوالہ ملاحظہ کریں۔

مرزا صاحب نے لیکھ رام کی اسی کتاب میں اس کے اسی مباہلہ کا ذکر خود کیا ہے۔ جس سے کئی امور ثابت ہوں گے۔ مرزا صاحب نے کتاب *ہقیقۃ الوحی* میں اپنی تحریر مندرجہ رسالہ سرمہ چشم آریہ..... (منقولہ گذشتہ صفحہ) کا ذکر کر کے لکھا ہے:

”میری اس تحریر پر پنڈت لیکھ رام نے اپنی کتاب خط احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۸ء کے صفحہ ۳۳۴ پر (بعد تمہید) لکھا ہے۔

”اے پر میثور! ہم دونوں فریقوں (مرزا صاحب اور مجھ) میں سچا فیصلہ کر۔ کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاتا۔“

(*ہقیقۃ الوحی* ص ۳۱۳، ۳۱۹۔ خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۷، ۳۲۲)

ناظرین! پہلے آپ ان دونوں عبارتوں (مرقومہ پنڈت صاحب اور منقولہ مرزا صاحب) کو غور سے پڑھ کر ان میں فرق سمجھیں۔ ہمارا مقصد چونکہ اس پر موقوف نہیں اس لئے ہم اس تفصیل میں نہیں جاتے۔ ہاں اس منقولہ عبارت (مرقومہ پنڈت صاحب) پر مرزا صاحب نے جو تفریع پیدا کی ہے اُسے ناظرین کے سامنے من و عن رکھے دیتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

”اب مباہلہ کی اس دعا کے بعد جو پنڈت لیکھ رام نے اپنی کتاب خط احمدیہ کے صفحہ ۳۳۴ سے ۳۳۵ تک لکھی ہے جو کچھ خدا نے آسمان سے فیصلہ کیا ہے اور جس طرح اُس نے کاذب کی ذلت ظاہر کی اور صادق کی عزت..... وہ یہ ہے جو ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو بروز شنبہ دن کے چار بجے کے بعد ظہور میں آیا۔ دیکھو یہ خدا کا فیصلہ ہے جس فیصلہ کو لیکھ رام نے اپنے پر میشر سے مانگا تھا تا صادق اور کاذب میں فرق ظاہر ہو جائے۔“

(*ہقیقۃ الوحی* ص ۳۲۰۔ خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۲)

ہم ناظرین کو مکرر تکلیف دیتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کی عبارات از کتاب ”سرمہ چشم

آریہ“ غور سے پڑھیں۔ جن میں مہبلہ کی میعاد ایک سال قرار دی ہے جو ۱۸۸۹ء میں پوری ہو چکی۔ مگر لیکھ رام ۱۸۹۷ء میں مرتا ہے۔ تاہم مرزا صاحب اپنا چیلنج (دعوت مہبلہ) اور لیکھ رام کا قبول چیلنج نقل کر کے اس کی ۱۸۹۷ء والی موت کو مہبلہ کا اثر قرار دیتے ہیں:

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نواز! آپ کسی کے خدا نہیں

مرزا صاحب کی نکتہ آفرینی

مرزا صاحب کو نکتہ آفرینی میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ مثلاً یہ کہ فریق ثانی کی عبارت میں عجیب تبدیلی یا تحریف کرتے کہ اپنے مریدان باصفا کے ایسی دل نشیں کر دیتے کہ وہ اس کو کالو حی من السماء مان لیتے۔ جہاں کوئی مخالف مرتا مرزا صاحب جھٹ کہہ دیتے اس نے لکھا تھا جھوٹا پہلے مرے گا چنانچہ وہ مجھ سے پہلے مر گیا۔ اس کی مثالیں ہمارے پاس بہت ہیں جو کسی اور موقع پر ہم ظاہر کریں گے۔ انشاء اللہ! یہاں بطور مثال ایک واقعہ بتا کر اصل بات پر آتے ہیں۔

علی گڑھ میں ایک بزرگ مولوی اسماعیل صاحب اسرائیلی رہتے تھے۔ بڑے عالم ذی اثر تھے۔ آپ نے مرزا صاحب کی تردید میں ایک رسالہ موسومہ ”اعلاء الحق الصریح بتکذیب مثیل المسیح“ لکھا۔ جس کے شائع ہونے کے بعد دو سال گزر کر آپ قضاء الہی سے فوت ہو گئے۔ جھٹ مرزا صاحب نے لکھ دیا کہ مولوی اسماعیل نے لکھا تھا کہ ہم دونوں (مرزا اور اسماعیل) میں سے جو جھوٹا ہے وہ مر جائے۔ چنانچہ وہ میری زندگی میں مر کر میری سچائی پر مہر ثبت کر گئے۔ (استہار انعامی پانسو روپیہ ملحقہ تجھ کو لڑ دیں۔ خزائن ج ۷ ص ۴۸)

حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ مرحوم کی کتاب ”اعلاء الحق الصریح بتکذیب مثیل المسیح“ ہمارے پاس موجود ہے۔ کوئی صاحب اس کتاب میں یا مرحوم کی کسی تحریر میں یہ مضمون دکھا دیں تو بطور انعام ہم سے مباحثہ لدھیانہ کے تین سو میں سے ایک صد روپیہ حاصل کر کے اپنے مسیح کی عزت بحال کریں۔

مرزا صاحب نے دیکھا کہ پنڈت لیکھ رام کے متعلق میں نے ایک سال مدت مقرر کی تھی جو ۱۸۸۹ء میں ختم ہو گئی اور وہ نہیں مرا تو آپ نے فوراً نکتہ آفرینی کا معجزہ دکھانے کو لکھا کہ:

”اُس (پنڈت لیکھ رام) نے اپنے مہبلہ میں جو اُس کی کتاب خط احمدیہ میں درج ہو کر اُس کے مرنے سے ایک مدت پہلے شائع ہو گیا تھا اس مضمون کی دعا کی۔ جس کا خلاصہ مطلب

یہ تھا کہ اے پر میشر! میں جانتا ہوں کہ چاروں دیدہ سچے ہیں اور قرآن شریف نعوذ باللہ جھوٹا ہے اور اسی بنا پر میں مرزا غلام احمد قادیانی سے مباہلہ کرتا ہوں پس اگر میں اس عقیدہ میں سچا نہیں ہوں تو اے پر میشر! میری مراد کے مخالف فیصلہ کر۔ اور جو شخص تیری نظر میں جھوٹا ہے سچے کی زندگی میں ہی اُس کو مرادے۔“ (اشہار باعث تالیف کتاب چشمہ معرفت ص الف۔ ب۔ خزائن ج ۲۳ ص ۶۵)

ناظرین کرام! مرزا صاحب کا انتقال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو دن کے دس بجے ہوا۔ پنڈت لیکھ رام اگر ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء بلکہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء دن کے نو بجے بھی مر جاتا تو اس محرم عبارت کے ماتحت مرزا صاحب کی پیشگوئی سچی ہو جاتی نہ ایک سال کی مدت رہتی نہ چھ سال کی۔ کیسی نکتہ آفرینی ہے جس کی داد دینے کو ہر ایک کا جی چاہتا ہے۔

مرزا صاحب کے مریدو! کیا یہی خدمتِ اسلام ہے جس کے لئے مرزا صاحب نے پنڈت لیکھ رام اور دیگر معزز آریوں کو چیلنج مباہلہ دیا تھا۔ اور ظہور اثر کے لئے ایک سال مقرر کیا تھا۔ لیکن اس کی موت کے بعد تمہارے ہیرو نے ایسی غلط بیانی کی کہ پہلے کسی مصنف بلکہ کچہری کے پیشہ درگواہ نے بھی نہ کی ہوگی:

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا

یہ تیرے زمانہ میں دستور نکلا

خلاصہ اس سارے باب کا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے آریوں کو مباہلے کا چیلنج دیا۔ اور مباہلے کا اثر ظاہر ہونے کے لئے ایک سال کی مدت مقرر کی۔ پنڈت لیکھ رام نے ۱۸۸۸ء میں اپنے لفظوں میں مباہلہ شائع کر دیا۔ جسے مرزا صاحب نے تسلیم کیا مگر اثر اس کا ایک سال تک کسی فریق پر ظاہر نہ ہوا۔ چاہئے یہ تھا کہ مرزا صاحب اپنے اقرار کے مطابق آریوں کو پانسو روپیہ تاوان میں دیتے مگر وہ بالکل پُچ سادھ گئے یہاں تک کہ ۱۸۹۷ء میں پنڈت لیکھ رام کی موت ہوئی تو متعدد تصانیف میں اس کی موت کو اس مباہلے کا اثر بتایا۔ جس کی مدت ۱۸۸۹ء میں ختم ہو چکی تھی۔ اور مریدانِ باصفانے مرزا صاحب کی اس زبردستی کو تسلیم کر لیا۔ کیونکہ ان کا قول ہے۔

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں

رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

باب دوم

اس باب میں ہم مرزا صاحب کی ان عبارات کو نقل کرتے ہیں جو حقیقتہً پنڈت لیکھ رام کے حق میں پیشگوئی کی شکل میں ہیں۔ اس کے متعلق مرزا صاحب کی سب سے پہلی تحریر درج ذیل ہے جس کی سرخی ہے:

”لیکھ رام پشاور کی نسبت ایک پیشگوئی“

”واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا تھا اندر من مراد آبادی اور لکھ رام پشاور کی کو اس بات کی دعوت دی تھی کہ اگر وہ خواہش مند ہوں تو اُن کی قضاء و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں۔ سو اس اشتہار کے بعد اندر من نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا۔ لیکن لکھ رام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اُس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا:

عَجَلْ جَسَدَ لَهْ خُور . لَهْ نَصَبْ وَ عَذَاب

یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے۔ اور اُس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدّر ہے۔ جو ضرور اُس کو مل رہے گا۔ اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی۔ تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جوئیں فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانوں کی سزا میں یعنی اُن بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ سواب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اوز اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے میں تیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے۔ اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئیوں میں جھوٹا نکلا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔“

مجیب: اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والا اشتہار پیشگوئی نہ تھا۔ بلکہ وہ محض مباہلے کی دعوت تھا۔ ہاں یہ اشتہار جس پر ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء مرقوم ہے پیشگوئی کی صورت میں ہے۔ اس لئے اس باب میں اس کی تحقیق کرنا ہمارا مقصود ہے۔

سب سے پہلے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب آریوں کے متعلق عموماً اور پنڈت لکھ رام کے متعلق خصوصاً یہی ظاہر کرتے رہے کہ در صورت سچائی کے:

”اپنی لمبی چوٹی کٹا کر اور رشتہ بے سود زقار کو توڑ کر اس پاک جماعت میں داخل ہو جائے جو لا الہ الا اللہ کی توحید سے اور محمد رسول اللہ کی کامل رہبری سے گرم کشمگانِ بادیہ شرک و بدعت کو صراطِ مستقیم کی شاہراہ پر لاتے جاتے ہیں۔“

(شخص حق ص ۳۷- خزائن ج ۲ ص ۴۹- ایضاً تبلیغ رسالت جلد اول ص ۹۷- مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۳۸/۱۳۹)

یہ غرض مرزا صاحب کے ذہن میں اس قدر پختہ تھی کہ پنڈت لکھ رام اور مرزا صاحب میں جو معاہدہ ہوا تھا۔ اس میں بھی دونوں مذہبوں کی سچائی اور اسلام کے قبول کر لینے کا ذکر تھا۔ مرزا صاحب نے ایک موقع پر اپنے معترض مولوی صاحبان کا گلہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

”بعض مولوی صاحبان جیسے مولوی محمد حسن بنالوی اس کھلی کھلی پیشگوئی کی نسبت بھی جو دونوں مذہبوں (ہندو دھرم اور اسلام) کے پرکھنے کے لئے معیار کی طرح ٹھہرائی گئی تھی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح لوگ اس پر اعتقاد نہ لادیں۔ ہم انشاء اللہ عنقریب اس معاہدے کو جو ہم میں اور لکھ رام میں ہوا تھا سراجِ منیر کے اخیر میں نقل کر دیں گے۔“

(تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۸۱- مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۸۲)

مگر مرزا صاحب کا یہ وعدہ بھی دوسرے وعدوں کی طرح پورا نہ ہوا۔ آپ نے اس معاہدے کو سراجِ منیر میں نقل نہیں کیا۔ کیوں نہیں کیا؟ اس کا جواب دینا ہمارے ذمہ نہیں بلکہ اتباعِ مرزا کے ذمہ ہے۔ ہم تو یہی کہیں گے۔ خموشی معنی دار کہ در گفتن نے آئند

تصرف قدرت: ناظرین کرام! مرزا صاحب نے ہر چند اس معاہدے کو چھپایا مگر تصرفِ قدرت اندر ہی اندر اپنا کام کر گیا جس کی خبر نہیں ہوئی۔ سچ ہے:

إِنَّ رَبَّنَا لَبِالْجَوَادِ (الفجر: ۱۴) (تمہارا پروردگار گھات میں ہے۔)

باوجودیکہ مرزا صاحب نے حسب وعدہ مکمل معاہدہ درج نہیں کیا۔ تاہم قدرت کے تصرف نے جو جلوہ دکھایا وہ دیکھنے کے قابل ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

”وہ معاہدہ جو نشانوں کے دیکھنے کے لئے اس راقم اور لکھ رام کے مابین تحریر پایا تھا..... اس معاہدے کا خلاصہ یہ ہے (اگر کوئی پیشگوئی لکھ رام کو سنائی جائے اور وہ سچی نہ ہو تو وہ ہندو دھرم کی سچائی کی دلیل ہوگی اور فرق پیشگوئی کرنے والے (مرزا مہم) پر لازم ہوگا کہ آریہ

۱۔ کیسی غلط شرارت ہے۔ مرزا صاحب کی یا کسی اور مہم کی پیشگوئی غلط ہونے سے یہ نتیجہ تو نکل سکتا ہے کہ پیشگوئی کرنے والا جھوٹا ہے۔ لیکن اس سے یہ ثابت کرنا یا اسے تسلیم کرنا کہ ہندو مذہب سچا ہے کسی اہل دانش کا کام نہیں۔ مرزائی دوستو! کیا کہتے ہو؟

مذہب کو اختیار کرے یا تین سو ساٹھ روپیہ لیکھ رام کو دے دے۔ اور اگر پیشگوئی کرنے والا سچا نکلے تو اسلام کی سچائی کی یہ دلیل ہوگی اور پنڈت لیکھ رام پر یہ واجب ہوگا کہ اسلام قبول کرے۔ پھر اس کے بعد وہ پیشگوئی بتائی گئی جس کی رو سے ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھ رام کی زندگی کا خاتمہ ہوا۔“

(استفتاء ص: ۹۔ خزائن ج ۱۲ ص ۱۱۷)

مجیب: یہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء والی پیشگوئی کا وقوع ایسے طریق پر ہونا چاہئے تھا کہ پنڈت لیکھ رام اسلام قبول کر سکتا یعنی زندہ ہوتا۔ پس اس کا مرجانا یا مارا جانا پیشگوئی کی تصدیق نہیں کرتا۔ بلکہ تکذیب کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے لئے اسلام قبول کرنے کا موقع نہ رہا۔ باوجودیکہ پیشگوئی صریح طور پر جھوٹی ثابت ہوئی۔ تاہم خود مرزا صاحب اور ان کے مریدین یہی کہتے جاتے ہیں کہ ہم نے لیکھ رام کی پیشگوئی میں اس کی موت کا دن اور تاریخ بھی بتادی تھی۔

یہ سب نکتے بعد الوقوع ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پنڈت لیکھ رام کی موت کے بعد یہ سب ایجادیں کی گئی ہیں۔ کتاب کرامات الصادقین ہو یا کوئی اور سب بعد الوقوع ایجادیں ہیں۔

اہل علم جانتے ہیں کہ جو حکایت محکی عنہ کے مطابق نہ ہو وہ غلط ہوتی ہے۔ قادیانی اصطلاح کے متعلق تو ہم کہہ نہیں سکتے لیکن عام اصول یہی ہے کہ حکایت صحیح وہی ہوتی ہے جو محکی عنہ کے مطابق ہو۔ پس جو کچھ کہتے ہو پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں دکھاؤ۔ اگر اس میں نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں۔ سنئے! ہم تو ان محدثین کے پیرو ہیں جن کی شان میں مولانا حالی مرحوم نے کہا ہے:

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ میں جو قبح دیکھا بتایا ائمہ میں جو داغ پایا جتایا

طسم و رع ہر مقدس کا توڑا

نہ صوفی کو چھوڑا نہ ملا کو چھوڑا

خلاصہ: اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو جو پیشگوئی کی تھی وہ ایسے خرق عادت عذاب شدید کی تھی جو پنڈت لیکھ رام پر وارد تو ہوتا مگر اُس کی حیات ختم نہ کرتا۔ بلکہ اس کے اثر سے اس کو قبول اسلام کا موقع ملتا۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ جس کا مرزا صاحب کو بھی

حیرت انگیز غلط بیانی: ہم اپنے پاس وہ الفاظ نہیں پاتے جن کے ذریعہ سے ہم اس تعجب کا اظہار کر سکیں۔ جو مرزا صاحب کی تحریرات سے ہمارے دماغ میں پیدا ہوتا۔ ہم ناظرین کو ایسی تحریرات کا نمونہ دکھاتے ہیں۔

کتاب استفتاء کے صفحہ ۹ کی عبارت ہم نقل کر چکے ہیں۔ جس میں مرزا صاحب اور

پنڈت لیکھ رام کے درمیان معاہدے کا خلاصہ دکھایا گیا ہے۔ اس میں لیکھ رام کے اسلام قبول کرنے کا ذکر ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

”۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو بہت توجہ اور دعا اور تضرع کے بعد معلوم ہوا کہ آج کی تاریخ سے یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے چھ برس کے درمیان لیکھ رام پر عذاب شدید جس کا نتیجہ موت ہے (استثناء ص ۱۰۔ خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۸) نازل کیا جائے گا۔“

ناظرین! کیا یہ حیرت کا مقام نہیں ہے کہ جس واقعہ کے لئے پنڈت لیکھ رام کی زندگی لازمی ہو اسی واقعہ کا نتیجہ موت بتایا جائے۔ ہاتھ کی کیسی صفائی ہے۔

اللہ رے صفائی! اللہ رے صداقت اور راستگوئی اور مریدوں کی حق پسندی۔ ایک صفحے کا خلاف دوسرے صفحے پر موجود ہے۔ مگر مریدوں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اور وہی کہے جاتے ہیں جو ان کا نبی اور ملہم کہہ گیا ہے۔ پختگی اور مضبوطی اسی کا نام ہے۔ سچ ہے:

پیر من خس است و اعتقاد من بس است

ناظرین ان دونوں ابواب کو پڑھ کر اس نتیجے پر پہنچ گئے ہوں گے کہ دو مضمون بالکل الگ الگ ہیں ایک مہبلہ جس کے اثر کی میعاد ایک سال تھی جو ۱۸۸۹ء میں ختم ہو گئی۔ دوسرا مضمون ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے شروع ہوتا ہے۔ جس میں لیکھ رام پر اس کی زندگی میں خرق عادت عذاب کا ذکر ہے۔ اس کی میعاد چھ سال ہے اور یہ پہلے سے بالکل الگ ہے۔ مرزا صاحب نے گندم نماؤ فروشوں کی طرح مخلوط گندم کو اصل گندم کے بھاؤ فروخت کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”میری اس تحریر پر پنڈت لیکھ رام نے اپنی کتاب خط احمدیہ میں جو ۱۸۸۸ء میں اُس نے شائع کی تھی جیسا کہ اس کتاب کے اخیر میں یہ تاریخ درج ہے میرے ساتھ مہبلہ کیا۔ چنانچہ وہ مہبلہ کے لئے اپنی کتاب خط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۲ میں بطور تمہید یہ عبارت لکھتا ہے..... (اس کے بعد لیکھ رام کا مضمون مہبلہ از نسخہ خط احمدیہ نقل کیا ہے جو کتاب ہذا میں پہلے درج ہو چکا ہے) اب مہبلہ کی اس دعا کے بعد جو پنڈت لیکھ رام نے اپنی کتاب خط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۲ سے ۳۴۷ تک لکھی ہے جو کچھ خدا نے آسمان سے فیصلہ کیا ہے اور جس طرح اُس نے کاذب کی ذلت ظاہر کی اور صادق کی عزت وہ یہ ہے جو ۱۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو بروز شنبہ دن کے چار بجے کے بعد ظہور میں آیا۔ دیکھو یہ خدا کا فیصلہ ہے جس فیصلہ کو لیکھ رام نے اپنے پر میشر سے مانگا تھا تا صادق اور کاذب میں فرق ظاہر ہو جائے۔“ (ہقیقۃ الوحی ص ۳۱۲-۳۲۰۔ خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۲-۳۲۳)

ناظرین کرام! غور فرمائیں کہ پنڈت لیکھ رام کے ۸۸ء والے مہبلہ کو چھ سالہ پیشگوئی کے

ساتھ کیسے ملا دیا۔ اور کیا ہی مخلوط گندم خالص گندم کے بھاؤ پتی ہے۔

احمدی دوستو! آؤ مرزا صاحب کے دوسرے ہاتھ کی صفائی بھی تمہیں دکھائیں۔ آپ لکھتے ہیں:

”(۱) لیکھ رام نے صرف بدزبانی پر یس نہ کی بلکہ اپنی موت کے لئے مجھ سے پیشگوئی

چاہی۔ چنانچہ میں نے اس کے بار بار کے اصرار کی وجہ سے خدائے عزوجل سے اطلاع پا کر اس

کو خبر کر دی کہ وہ چھ برس کے اندر مر جائے گا۔ (۲) مگر اس نے اس پر کفایت نہ کر کے مجھ سے

تحریری مبالغہ کیا اور ایسے وقت میں اس نے مبالغہ کیا جبکہ خدا کے نزدیک اس کی زندگی کا خاتمہ

ہو چکا تھا۔“ (اشتبہ باعث تالیف کتاب چشمہ معرفت ص: الف۔ خزائن ج ۲۳ ص ۵)

ناظرین! اس عبارت پر دو نمبر ڈالے گئے ہیں تاکہ ان کا مفہوم الگ الگ ظاہر ہو جائے۔ پہلے

نمبر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوسرے نمبر سے پہلے کا ہے اور دوسرا نمبر اس کے بعد کا۔ یعنی

مرزا صاحب کی پیشگوئی مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء و ۱۸۸۸ء والے مبالغے سے پہلے کی ہے اور

۱۸۸۸ء والا مبالغہ بعد کا ہے

قادیانی ممبرو! تمہارا بھائی ”پیغام صلح“ (۳۱ مئی ۱۹۳۲ء) تو تمہیں مسلوب العقل قرار دیتا ہے مگر

ہم تم سے ایسے بدگمان نہیں ہیں۔ اس لئے پوچھتے ہیں کہ دونوں حوالوں کا کیا مطلب ہے؟

صحیح واقعہ تو یہ ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۸۸۶ء میں آریوں کو عموماً اور پنڈت لیکھ رام کو

خصوصاً مبالغے کا چیلنج دیا۔ جس پر پنڈت لیکھ رام نے ۱۸۸۸ء میں اپنے لفظوں میں مبالغہ کیا۔

جس کی مدت ۱۸۸۹ء میں ختم ہو گئی۔ اس کے بعد چھیڑ خوانی ہوتی رہی۔ جس پر چار سالہ وقفے کے

بعد مرزا صاحب نے فروری ۱۸۹۳ء کو چھ سالہ پیشگوئی کا اشتہار دیا۔ چنانچہ ۱۸۹۷ء کے واقعہ پر یہ

کھیل بھی ختم ہو گیا۔ مگر مرزا صاحب نے ان حوالوں میں حقیقتہً الوہی اور اشتہار باعث تالیف میں

جو کچھ لکھا ہے اس ترتیب کے بالکل الٹ ہے۔ تو بتاؤ کہ ان کے لکھنے والا ہم کو کیا قابل مصنف بھی

ہو سکتا ہے؟ پھر یہ بھی بتانا کہ لیکھ رام کی موت ۱۸۹۳ء والی پیشگوئی کے مطابق ہوئی یا ۱۸۸۸ء

والے مبالغے کے مطابق؟ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دینا۔

مرزا صاحب کے مریدو! آپ لوگ فخر کیا کرتے ہیں کہ:

”مرزا صاحب نے اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے ایک جدید علم کلام کو پیدا کیا

جو نہایت محکم نہایت معقول ہے۔ جس پر کسی معقول انسان کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔“

(الفضل۔ ۱۲ اگست ۱۹۳۲ء ص ۲)

کیا اس کلام کا یہی نمونہ ہے جو ہم نے اس رسالے میں پیش کیا ہے۔ جس میں

اختلاف۔ تضاد بلکہ تناقض کے درجے تک پہنچا ہوا ہے۔ اگر تمہارا یہی معقول علم کلام ہے تو اس پر

جتنا فخر کرو بجا ہے۔ مگر ہم تو مرزا صاحب میں کوئی عارفانہ یا عالمانہ کمال نہیں پاتے: